سوال

(209) طلع البدر علينا

جواب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو انصار کی معصوم بچیاں درج ذیل اشعار گا رہی تھیں :

اشرق البدر علينا من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا ما دعا لله داع

ايها المبعوث فينا جئت بالامر المطاع

ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب چودھویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے شکر واجب ہے ہمیں اللہ کا

ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

دیکھئے رحمت للعالمین (۱ ۹۳) اور الرحیق المختوم اردو (ص ۲۴۰، ۲۴۱)

کیا یہ اشعار پڑھنے والا واقعہ صحیح سند سے ثابت ہے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

یہ واقعہ ان اشعار کے ساتھ ''رحمت للعالمین'' میں بغیر کسی حوالے کے مذکور ہے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری نے اس واقعے کے صحیح ہونے پر کوئی ایک بھی ناقابلِ تردید دلیل ذکر نہیں کی۔ صاحب الرحیق المختوم نے یہ واقعہ ''رحمت للعالمین'' سے نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ بغیر سند کے التمہید لابن عبدالبر (۱۴ ۸۲) کتاب الثقات لابن حبان (۱ ۱۳۱) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۸ ۳۷۷) اور الضعیفہ للالبانی (۴۸۸) وغیرہ میں مذکور ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں : ''وقد روینا بسند منقطع فی الحلبیات قول النسوة لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم : طلع البدر علینا من ثنیات الوداع، فقیل : کان ذلک عند قدومہ فی الھجرة وقیل عند قدومہ من غزوة تبوک'' اور (السبکی الکبیر کی) الحلبیات (کتاب) میں منطقع سند سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو عورتوں نے ''طلع البدر علینا من ثنیات الوداع'' پڑھا، کہا جاتا ہے کہ یہ ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کا واقعہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ غزوہ تبوک سے آپ کی واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۱۲۹ تحت ح ۴۴۲۷)

جس منقطع روایت کی طرف حافظ ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حافظ بیہقی کی کتاب دلائل النبوة (۲ ۵۰۶، ۵۰۷) میں صحیح سند کے ساتھ ابن عائشہ (راوی) سے مروی ہے۔

تنبیہ : الخصائص الکبریٰ اللسیوطی (۱ ۱۹۰) میں یہ حوالہ ''عن عائشة'' چھپ گیا ہے جو کہ طباعت یا ناسخ کی غلطی ہے۔

بیہقی والی روایت میں ابن عائشہ سے مراد عبید اللہ بن محمد بن عائشہ ہیں جو ۲۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخ بغداد ۱۰ ۳۱۸ ت ۵۴۶۲ و تقریب التہذیب : ۴۳۳۴)

غالباً یہی روایت ہے جس کی طرف حافظ ابن حجر نے ''بسند منقطع'' کہہ کر اشارہ کیا ہے اور یہی روایت الریاض النضرہ (۱ ۴۸۰ ح ۳۹۳) میں عن ابن عائشہ ''وارادہ عن ابیہ'' کے ساتھ مروی ہے۔ اور آخر میں لکھا ہوا ہے کہ ''خرجہ الحلوانی علی شرط الشیخین'' اسے الحلوانی نے بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا ہے۔

تنبیہ : صاحب الریاض النضرہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے حلوانی نے بخاری و مسلم کی شرط پر ابن عائشہ سے روایت کیا ہے۔

ابن عائشہ کے والد محمد بن حفص بن عمر بن موسیٰ مجہول الحال ہیں، ان کی توثیق سوائے ابن حبان کے کسی نے نہیں کی۔ دیکھئے تعجیل المنفعة (ص ۳۶۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بہت عرصہ بعد ابن عائشہ کے والد اور پھر خود ابن عائشہ پیدا ہوئے لہٰذا یہ سند سخت منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

حافظ ابن القیم لکھتے ہیں : ''وہو وہم ظاہر لان ثنیات الوداع وانما ہی من ناحیة الشام، لا یراہا والقادم من مکة الی المدینة، ولا یمر بہا الا اذا توجہ الی الشام'' اور یہ (روایت) ظاہر طور پر وہم ہے کیونکہ ثنیات الوداع (مدینے سے) شام کی طرف ہیں۔ مکہ سے مدینہ آنے والا انھیں نہیں دیکھتا۔ ان کے پاس سے صرف وہی گزرتا ہے جو شام جاتا ہے۔ (زاد المعاد ۳ ۵۵۱)

خلاصة التحقیق : یہ قصہ ثابت نہیں ہے لہٰذا مردود ہے۔

تنبیہ : موارد الظمآن (ح ۲۰۱۵) کے ایک نسخے میں کسی مجہول کاتب نے ایک حسن روایت کے آخر میں

''وقالت : اشرق البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع''

کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن یہ اضافہ اصل صحیح ابن حبان (مثلاً دیکھئے الاحسان : ۴۳۷۱ دوسرا نسخہ : ۴۳۸۶) میں موجود نہیں ہے اور مجہول کاتب کی وجہ سے مردود و موضوع ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص481

محدث فتویٰ